U45005 - P 12-1-10

Title - AL INSAAF FI AL AUQAAF.

Creator - Mohd. Qayam uddin Abdul Baari Lucknawi.

Publisher - Yusufi Press (Lucknow).

Date - 1911.

Pages - 36.

Subject -

الانصاف

فی

الاوقاف

جسکو عالیجناب مستغنی عن الالقاب حضرت مولانا حافظ حاجی

محمد قیام الدین عبد الباری لکھنوی فرنگی محلی

عم فیضہ الجلی والخفی نے تصنیف فرمایا

اور پہلی مرتبہ

اپریل سنہ ۱۹۱۱ء میں جناب مولوی شیخ الطاف الرحمن صاحب

مسلمانوں کے فائدہ رسانی

سے

یوسفی پریس فرنگی محل لکھنؤ میں چھپوایا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ علی من لا نبی بعدہ وآلہ واصحابہ والسلام کذالک

امّا بعد مین نے عرصہ سے تصنیف وتالیف کم کردی کچھ کاہلی اور کچھ قلت فرصت اس کا باعث ہے کبھی کبھی اشد ضرورت سے کبھی نہ کسی مضمون پر رسالہ لکھنا پڑجاتا ہے اس زمانہ مین وقف پر مین عربی مین ایک رسالہ لکھ رہا تھا جسمین جمیع مسائل وقف یکجا کرنے کا ارادہ ہے اثنار تصنیف مین سنہ ۲۶ سے وقف علی الاولاد کے متعلق چند مضامین نظر سے گذرے اور معلوم ہوا کہ ملک کو اس بحث کی ضرورت ہے گو بعض رسائل اپنی حد تک کافی تھے مگر مین نے بھی بلحاظ اظہار خیالات ایک مستقل بحث جسمین اکثر ضروری امور متعلق وقف علی الاولاد کے مذکور ہین بصورت ایک رسالہ کے کی اور نام اسکا الانصاف فی الاوقاف رکھا اور مقصود اس سے نفع عام اور اجر اخروی ہے۔

اللھم تقبلہ بفضلک واحسانک ۞

فقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ

فرنگی محل۔ لکھنؤ

چند امور یہان پر خیال کر لینا چاہیے اولاً فقہ حدیث اور قرآن سے مستنبط ہے اور وہ ہر امام استنباط کرنے والے کے جانب منسوب کر دی گئی ہے تو جو فقہ قانوناً اور شرعاً ہمپر لازم کیگئی ہے وہ فقہ حنفی ہے تو جتنی بحث کسی شئے کے جواز و عدم جواز سے ہو سکتی ہے کتب فقہی اوسکا مدار ہونگے اور سوا ے تائید حدیث و قرآن تک تجاوز نہین ہو سکتا۔ ثانیاً ہر زبان مین ایسے الفاظ پائے جاتے ہین جنکے معنے لغوی اور معنے اصطلاحی علیحدہ علیحدہ ہوتے ہین اور اکثر معنی لغوی مین استعمال نہین کیا جاتا ہے بلکہ موقع اور خصوصیات کے لحاظ سے اصطلاحی معنے مین مستعمل ہوتے ہین یہانتک کہ معنی لغوی بعض اوقات ایسے متروک ہو جاتے ہین کہ معنی اصطلاحی اوسکے معنے حقیقی بنجاتے ہین حتیٰ کہ جب لفظ بولا جاتا ہے وہی معنے اصطلاحی مراد ہوتے ہین قرینہ کی بھی حاجت نہین رہتی ہے بلکہ معنی لغوی محتاج قرینہ کے ہوتے ہین خاصکر اکثر اصطلاحات فقہیہ ایسے ہی ہوتے ہین انکے سمجھنے کے لیے صرف معنی لغوی کا جان لینا یا لغت کی کتاب سے ترجمہ دیکھ لینا کافی نہین ہو سکتا جب تک اہل فن کی اصطلاح سے واقفیت نہین ہوتی ہے مطلب سمجھنے مین غلط فہمی ہو جاتی ہے یہ خیال کر لینا کہ معنی لغوی کے اور معنی اصطلاحی کے درمیان کوئی فرق نہین ہوتا سخت ناواقفیت ہے اور اکثر دوسری زبان والونکو ایسی غلط فہمی ہو جایا کرتی ہے جسطرح اس مسئلہ وقف علی الاولاد مین بعض عبارتون سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی ہی غلطی ہوئی اور مفہوم خیرات کہ جو اصطلاحی معنون مین مستعمل ہے معنے لغوی مین سمجھا گیا حالانکہ خیرات اور تصدق ہم معنے نہین ہین اور تصدق کے معنی انگریزی مین چیریٹی کے ہین۔

عبارت متنازعہ منقول از رسالہ وقف علی الاولاد مصنفہ مولانا شبلی صاحب حسب ذیل ہے مین لفظ خیرات کو انگریزی لفظ ہی کے مفہوم کے موافق سمجھتا ہون اور اس مفہوم کے موافق انگریزی عدالتون مین اور انگریزی ترجمون مین اسکا استعمال ہوتا ہے مجھ سے چاہا جاتا ہے کہ مین لفظ خیرات کے مفہوم کو مسلمانون کے مفہوم کے موافق سمجھون یعنے ایک دوسری زبان کا لفظ استعمال کرون جسکا مفہوم اس زبان کے مفہوم کے خلاف ہے۔ مانا کہ خیرات کے

لغوی معنے وہی ہین جو ترجمون مین ذکر کیے گئے مگر اُن کی مطابقت معنے اصطلاحی سے کیا ضرور ہے۔ اور معنے لغوی مراد لیکر بحث کا تصفیہ کیونکر ہو سکتا ہے جبکہ بحث کا تعلق زیادہ تر معنے اصطلاحی سے ہے اگر کوئی مسلمان صلوۃ کے لئے مسجد باجازت حکام تعمیر کرائے مسلمان صلوۃ سے روکے جائین اور کہا جائے کہ معنے صلاۃ کے دعا کے ہین اور انگریزی مین پر ـــــــ کہتے ہین تم کو اوسکی اجازت دیگئی ہے ان ارکان مخصوصہ کے ادا کرنے کی اجازت نہین ہے مسلمان عذر کرین کہ صلوۃ ہمارے زبان مین دعا ہی مستعمل نہین بلکہ یہی ارکان مخصوصہ مراد ہین اور انہین مین استعمال اس لفظ کا ہوتا ہے دعا کے معنون مین مراد نہ لیجائے بلکہ وہی ارکان مخصوص اس سے سمجھے جائین تو انکے جواب مین کہا جائے کہ مین لفظ صلوۃ کو انگریزی لفظ ہی کے مفہوم کے موافق سمجھتا ہون الخ تو ایسی صورت مین کسقدر انصاف کا خون ہوگا اور کیسی صریحی غلطی سمجھی جائے گی چونکہ میری بحث مین اکثر اصطلاحات فقہیہ مذکور ہین اُن کے معنے اصطلاحی جب تک نہ معلوم ہون بحث مین بہت پیچیدگی پڑ جائے گی۔ لہذا چند ضروری اصطلاحات ذیل مین ذکر کیے جاتے ہین کہ غلطی نہو ـــ اور تصفیہ صحیح طریقہ سے ہو جائے ـــ

وہ الفاظ جنکے معنے اصطلاحی جاننے کی ضرورت ہے

طاعت۔ وہ ہے جسکے کرنے سے ثواب دیا جاوے چاہیے بہ نیت ثواب ہو یا نہو اور جسکے لیے یہ فعل کیا گیا ہے کرنے والے کو اوسکی واقفیت ہو یا نہو۔

قربت۔ وہ ہے جو باعث ثواب ہو اور جس سے تقرب حاصل کیا گیا ہے کرنیوالا اُس سے واقف ہو۔

عبادت وہ ہے جسکا کرنے والا ثواب پاوے اور موقوف نیت پر ہو۔

بعض چیزین طاعت اور قربت اور عبادت تینون ہو سکتی ہین جیسے نماز روزہ حج زکوۃ کہ یہ موقوف نیت پر بھی ہے اور جس کے لیے یہ ادا کیے جاتے ہین اُس سے بھی

واقفیت ہونا ضروری ہے۔

بعض چیزیں طاعت اور قربت ہوتی ہیں عبادت نہیں ہوتیں جیسے قرأت قرآن وقف عتق صدقہ وغیرہ ہیں کیونکہ موقوف نیت پر نہیں ہیں۔

بعض چیزیں وہ بھی ہے کہ صرف طاعت ہوتی ہے نہ قربت ہے نہ عبادت جیسے نظر و فکر کرنا خدا کی شناخت میں۔ کہ اس میں نہ نیت شرط ہے نہ پہلے سے واقفیت اوس سے جس کے لیے یہ فعل کیا جاتا ہے۔

اس سے ظاہر ہوا کہ طاعت عام ہے اور درمیان قربت اور عبادت کے عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے صاحب رد المحتار کی عبارت تائیدی ذیل میں مرقوم کیجاتی ہے

فقد ذکر شیخ الاسلام ذکریا ان الطاعة فعل ما یثاب علیه توقف علی نیة اولا عرف من یفعله لاجله اولا والقربة فعل ما یثاب علیه بعد معرفة من یتقرب الیه به وان لم یتوقف علی نیة والعبادة ما یثاب علی فعله ویتوقف علی نیته فنحو الصلوات الخمس والصوم والزکوة والحج من کل ما یتوقف علی النیة قربة وطاعة وعبادة وقراءة القرآن والوقف والعتق والصدقة ونحوها مما لا یتوقف علی نیة قربة وطاعة لا عبادة والنظر المؤدی الی معرفة الله تعالیٰ طاعة لا قربة ولا عبادة وقواعد مذهبنا لا تاباه حموی وان لم یکن النظر قربة لعدم المعرفة بالتقرب الیه لان المعرفة تحصل بعده ولا عبادة لعدم التوقف علی النیة۔

صدقہ۔ جو کسی فقیر یا محتاج کو بامید ثواب دیا جائے۔

ھبہ۔ جو شئے کسی مالدار کو دیجائے خواہ بامید ثواب یا بلا امید ثواب۔

واضح ہو کہ جو شئے کسی فقیر کو دیجائے وہ صدقہ ہے اگرچہ اس میں الفاظ ھبہ کے ہوں اسی طرح جو چیز کہ مالدار کو دیجائے۔ اگرچہ وہ بہ لفظ صدقہ کے ہو ھبہ ہی ہوتی ہے اس سے یہ ظاہر ہو گیا۔ کہ صدقہ اور ھبہ کے درمیان صرف نیت ہی کا

فرق نہین ہے جیسا کہ بعضون کا گمان ہے بلکہ اگر نیت کا لحاظ نہ کیا جائے تو بھی صدقہ اور ہبہ مین فرق ہے اور کبھی مجازاً ایک دوسرے پر اطلاق کیا جاتا ہے اور حکم مین فرق ہوتا ہے اسی لیے جو شئے کسی مالدار کو بہ لفظ صدقہ دیجاتی ہے اوس کا واپس لینا جبتک کہ تصرف نکرے واہب کو ممکن ہے اگرچہ صدقہ کا واپس لینا جائز نہین اسی طرح جو مال فقیر کو دیا جائے اگرچہ بلفظ ہبہ ہو واپس نہین لیا جا سکتا ہے گو ہبہ واپس ہو سکتی ہے ہان ہاشمی بوجہ عزت قرابت رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے مستحق صدقہ کے نہین ہین یعنے انکو محتاج سمجھکر دینا اگرچہ وہ محتاج ہون شان ایمانداری کے خلاف ہے بلکہ اُن کے لیے اللہ نے پانچوین حصہ مین غنیمت کے حق رکھا ہے تو وہ محتاج نہین ہو سکتے لیکن جبکہ خمس انکو نہین ملتا ہے تو اُن کی احتیاج کے لحاظ سے بعض علما نے صدقہ دینا اُن پر جائز رکھا ہے اور جنہون نے عظمت قرابت کا خیال کیا تو انھون نے اس حالت مین بھی صدقہ دینا ناجائز سمجھا بلکہ وہ کہتے ہین کہ ایسی حالتین انکو ہدیہ دینا مسلمانون پر لازم اور ضروری ہے تا کہ اُن کی احتیاج بھی دفع ہو اور عظمت قرابت بھی برقرار رہے

ردمحتار مین ہے

الصدقة هي العطية التي يراد بها المثوبة من الله تعالى والصدقة على الغني مجاز عن الهبة كالهبة من الفقير مجاز عن الصدقة لان لهما اتصالا معنويا وهو ان كل واحد منهما تمليك بغير بدل فيجوز استعارة احدهما للآخر فالهبة للفقير لا تجوز الرجوع منه والصدقة على الغني تجوز الرجوع ـ	صدقہ وہ عطیہ ہے جس مین اللہ سے ثواب پانا مراد ہو ۔ صدقہ غنی پر مجاز ہے ہبہ سے جیسے ہبہ فقیر پر مجاز ہے صدقہ سے اسلیے کہ ان دونون کے درمیان مین معنوی اتصال ہے وہ یہ ہے کہ ہر ایک انمین کا مالک کر دینا ہے دوسرے کو بغیر بدلے کے تو استعارہ ایک کا دوسرے کے لیے جائز ہے ۔ پس فقیر کی ہبہ مین رجوع جائز نہین اور صدقہ جو غنی پر ہو انمین رجوع جائز ہے

قاموس اور اوسکی شرح تاج العروس مین ہی
والصدقة محرکة ما اعطیته فی ذات
الله للفقراء وفی الصحاح ما تصدقت
به علی الفقراء وفی المفردات
الصدقة ما یخرجه الانسان من ماله
علی وجه القربة کالزکوٰة لکن الصدقة
تقال للمتطوع به والزکوٰة
تقال للواجب -

صدقہ وہ ہے کہ جو اللہ کی راہ مین فقیرونکو
دیا جائے اور صحاح مین ہے کہ صدقہ
وہ ہے کہ جسکو تو تصدق کرے فقرا پر
اور مفردات مین ہے صدقہ وہ انسانکا
مال ہے کہ جسکو وہ بطریق قربت کے نکالے
لیکن صدقہ اصل مین نفل مین بولا جاتا ہی
اور زکوٰۃ واجب کے لیے بولی جاتی ہے

غنی - جو مالک نصاب ہو مثلاً چالیس روپیہ اسکے پاس ہون اگر ایک بھی کم ہو جائیگا تو غنی نہ رہے گا -
فقیر - وہ ہے کہ جو نصاب سے کم مال رکھتا ہو -
مسکین - وہ ہے کہ جو کچھ نہ رکھتا ہو -

ردمحتار مین ہے

لیتحقق عدم الغناء فیهما ای عدم
ملك النصاب النامی فذکر ان
المسکین من لا شیء له اصلاً
والفقیر من یملك شیئا
وان قل -

تاکہ متحقق ہو عدم غنا اُن دونون مین
یعنے فقیر اور مسکین مین نہ ہونا مالک نصاب
نامی کا ہے پھر ذکر کیا کہ مسکین وہ ہے
جسکے لیے کچھ نہو اور فقیر وہ ہے کہ کسی
چیز کا مالک ہو اگرچہ قلیل ہو -

یہ اصطلاحات ہین جنکا جاننا ہماری بحث وقف علے الاولاد مین مفید ہے اب ہم اصل مبحث کے جانب رخ کرتے ہین -

وقف علے الاولاد

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں جزؤں پر گفتگو کیجاے تاکہ اچھی طرح مسئلہ کی تنقیح ہوجائے اسلیے میں نے اس رسالہ کو دو پہلو پر تقسیم کرتا ہوں پہلا لفظ وقف کی تحقیق میں اور اس امر میں کہ آیا وقف میں خیرات و تصدق لازمی ہے یا نہیں۔ دوسرا۔ اولاد سے کیا مراد ہے اور اعزا و اقارب کا حکم مثل انھیں کے ہی یا نہیں

وقف کے دو معنے ہین ایک لغوی دوسرے اصطلاحی۔

وقف باعتبار لغت کے وقوف اور حبس کا مرادف لفظ ہے بمعنے رکنے کے اور ہماری بحث اس سے متعلق نہیں۔

وقف باعتبار اصطلاح فقہا کے دو معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے ایک امام ابی حنیفہ کا مذہب ہے اور دوسرا صاحبین کا مختار ہے۔

تعریف وقف بر مذہب امام ابی حنیفہ

الوقف حبس العین علی ملك الواقف والتصدق بالمنفعة	وقف کسی شئے کو روک رکھنا ملک مین وقف کرنے والے کے اور اُس کا نفع تصدق کرنا۔

خصوصیات تعریف۔ جو عبارت مذکور ہوی اُسکے دو جزو ہین پہلے جزو سے یہ بات ثابت ہوی کہ وقف کرنے سے کسی شئے کے ملک سے مالک کی وہ شئے نکل نہیں جاتی ہے بلکہ حقیقۃً مملوک رہتی ہے۔ یہی مذہب ہے امام ابو حنیفہ کا اسی لیے وہ کہتے ہین کہ وقف لازم نہیں بلکہ مالک کو اختیار ہے چاہے وقف رکھے چاہے باطل کر دے۔ اور مالک کے مرنے کے بعد وہی اختیار اُسکے ورثہ کو ہو جاتا ہے اور لزوم وقف کا اُن کے نزدیک یا تو حکم حاکم سے ہوتا ہے یا بطریق وصیت دوسری جزو سے یہ بات سمجی جاتی ہے کہ وقف میں منفعت تصدق کیجاے یعنے محتاجوں کو اُس کا نفع پہونچایا جائے۔ اس تعریف کے دوسرے جزو کے لحاظ سے ایک خرابی پڑتی ہے وہ یہ کہ بعض صورت وقف کی جو امام ابی حنیفہ کے نزدیک بھی وقف جائز

اس تعریف سے نکلی جاتی ہے مثلاً ایک شخص نے اپنی کسی جائداد کو اس طرح وقف کیا کہ پہلے اسکی منفعت واقف پر یا اوسکی اولاد پر یا اعزا پر جو مالدار ہین صرف کیجائے پھر فقرا کو اسکی منفعت پہونچائی جاوے اس صورت مین وہ جائداد وقف ہوجائیگی اور تعریف اسپر صادق نہ آئیگی کیونکہ جب تک ہین مالدار اس سے منتفع ہوتے ہین تصدق کا لفظ صادق نہین آتا اسکے چند جواب دیے گئے ہین صاحب فتح القدیر شرح ہدایہ کمال بن ہمام اس تعریف مین بجای والتصدق بالمنفعة کے وصرف منفعتها الی من احب ذکر کرتے ہین اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ تصدق کوئی ضروری امر نہین تو اب اغنیا کو اس سے نفع مند ہونا اسکے وقف ہونے کے منافی نہین ہے مگر بعض کا خیال ہے کہ وقف مین تصدق ہونا ضروری ہے اس لیے اس جواب کو کافی نہین سمجھتے اور بجائے اسکے بعضون نے کہا ہے کہ اغنیا کو دینا بھی ایک قسم کا خیر اور قربت ہے جو تصدق کے تحت مین داخل ہوسکتا ہے لیکن اس مین یہ خرابی باقی رہتی ہے کہ اگر اس قسم کی قربت وقف کے صحت مین کافی ہوجاے تو صرف اغنیا پر جس مین فقرا و دیگر مصارف خیر نہ ذکر کیے جائین وقف صحیح ہوجاتا حالانکہ وقف ایسی صورت مین صحیح نہین ابن عابدین شامی نے اس شبہہ کو ملحوظ رکھ کے کہا کہ وقف مین تصدق کا لحاظ ضروری ہے ابتدا سے انتہا تک لیکن کچھ زمانے کے لیے اوس کا استثنا جائز ہے تو جس صورت مین وقف اغنیا پر ابتدا مین ہے اور پھر فقرا پر یا اور مصارف خیر پر تو وہ زمانہ جس مین کہ نفع اغنیا کو حاصل ہوگا مستثنے ہے اور کہتے ہین کہ جس وقت واقف نے کہا کہ صدقة موقوفة تو وہ شئے ملک مالک کے خارج ہوگئی اور اسی وقت سے صدقہ ہوگئی میرے ذہن مین نہین آتا کہ یہ جواب خدشہ سے خالی ہو ایک تو استثنا وقف مین کوئی معنے نہین رکھتا دوسرے زمانہ استثنا مین وہ شئے موقوف ہوتی ہے یا نہین اگر وقف رہتی ہے تو ان کا جواب بے فائدہ ہے اور اگر وقف نہین رہتی ہے تو ملک واقف مین واپس آتی ہے یا نہین اگر واپس آتی ہے تو پھر اسکو وقف کرنے والا کون ہے علاوہ اسکے یہ تمام بحث تعریف پر امام ابی حنیفہ کے ہے اور ان کے نزدیک ملک سے واقف کی جاتی ہی نہین جو

واپس آئے تو یہ کہنا اُن کا کہ صدقہ موقوفہ کہہ دینے سے ملک واقف سے نکلنے کی کوئی معنے نہیں کہتا ہی عمدہ جواب جو خدشہ سے خالی ہے صاحب درمختار کا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ فی الجملہ تصدق سے مراد کسی حالت میں تصدق ہے تو جس صورت میں پہلے اغنیا کو دیا گیا پھر فقرا کو تصدق فی الجملہ ہے اور مراد تصدق فی الجملہ سے یہ ہے کہ خواہ بالفعل تصدق ہو یا بالقوہ حال میں یا مآل میں مگر جب تصدق ہو جائے تو اسکے بعد رجوع ہونا نہیں ہوسکتا جب تک کہ واقف یا ورثا سے واقف وقف کو باطل نکردیں۔

بوجہ جامع ہونے عبارت ردالمحتار کے ذیل میں ذکر کیجاتی ہے

هو لغة الحبس وشرعا حبس العين على حكم ملك الواقف والتصدق بالمنفعة ولو في الجملة قوله ولو في الجملة فيدخل فيه الوقف على نفسه ثم على الفقراء وكذا الوقف على الاغنياء ثم الفقراء اما في النهر عن المحيط لو وقف على الاغنياء وحدهم لم يجز لانه ليس بقربة اما لو جعل آخره للفقراء فانه يكون قربة في الجملة وبهذا التعميم صار تعريفه جامعا واستغنى عما زاده فيه الكمال وتبعه ابن كمال من قوله او صرف منفعتها الى من احب وقال لان الوقف يصح لمن يحب من الاغنياء بلا قصد القربة وهو وان كان لا بد في آخره من القربة بشرط التابيد كالفقراء ومصالح المسجد لكنه يكون وقفا قبل انقراض الاغنياء بلا تصدق افاده في النهر واجاب في البحر

وقف باعتبار لغت کے حبس ہے اور شرعاً کسی شئے کا روک لیا جانا ہے حکم واقف میں اور منفعت کا خیرات کیا جانا ہے اگرچہ کچھ ہی خیرات ہو مصنف کا قول ولو فی الجملۃ میں وقف اپنے اوپر پھر فقرا پر داخل ہے ایسے ہی اغنیا پر پھر فقرا پر کیونکہ نہر میں محیط سے نقل کیا ہے کہ اگر کوئی شخص صرف اغنیا پر وقف کرے تو جائز نہوگا کیونکہ یہ قربت نہیں ہے اگر آخر میں فقرا پر وقف کردیا گیا تو جائز ہے اسواسطے کہ اس میں فی الجملہ قربت ہے اس تعمیم سے وقف کی تعریف جامع ہوگئی اور اس عبارت کے بڑہانے کی کچھ حاجت نہیں جسکو کمال نے زائد کیا اور اُن کے بیٹے نے اتباع کی کہ قول او صرف منفعتہا الی من احب ہے

بانه قد يقال ان الوقف على الغني تصدق بالمنفعة
لان الصدقة قد تكون على الاغنياء ايضا وان كانت
مجازا عن الهبة عند بعضهم وصرح في الذخيرة بان في
التصدق على الغني نوع قربة دون قربة الفقير و
اعترض بان هذا النوع من القربة لو كفى في
الوقف لصح الوقف على الاغنياء من غير ان يجعل
آخره للفقراء وعلمت تصريح المحيط بانه لا يصح
وسياتي قبيل الفصل قلت والجواب الصحيح
ان الوقف تصدق ابتداء وانتهاء اذ
لا بد من التصريح بالتصدق على وجه التابيد
او ما يقوم مقامه كما ياتي تحقيقه ولكن اذا
جعل اوله على معينين صار كانه
استثنى ذلك من الدفع الى الفقراء كما
صرحوا به ولذا لو وقف على بنيه ثم على
الفقراء ولم يوجد الا ابن واحد يعطى
النصف والنصف الباقي للفقراء
لان ما بطل من الوقف على
الابن صار للفقراء ولان الوقف خرج
عن ملك الواقف بقوله صدقة
موقوفة ابدا فقد ابتداه
بالصدقة وختمه بها كما قاله
الخصاف فعلم انه صدقة
ابتداء ولا يخرج عن ذلك

اور کہا کمال نے کہ وقف جیسے چاہئے
اغنیا سے اسکے لیے بھی صحیح ہے بلا قصد
قربت کے اور وقف مین اس صورت
کے قصد قربت آخر مین ضروری ہے بشرط
تابید یعنے ہمیشگی کے جیسے فقرا یا مصالح مسجد
لیکن وہ وقف ہے قبل گذرنے اغنیا کے
بلا تصدق کے افادہ کیا ہے اسکو نہر مین
اور بحر مین جواب بھی دیا ہے کہ کہا جاتا ہے
کہ وقف غنی پر تصدق بالمنفعۃ ہے اسلیے
کہ کبھی اغنیا پر بھی صدقہ ہوتا ہے اگرچہ بعضون
کے نزدیک وہ ہبہ سے مجاز ہے اور
ذخیرہ مین تصریح کی ہے کہ تصدق مین غنی
پر بھی ایک قسم کی قربت ہے کم فقیر کی قربت
سے اور اس پر اعتراض کیا گیا ہے کہ
اگر اس قسم کی قربت وقف مین کافی ہو
تو وقف علے الاغنیا اُس صورت مین بھی
صحیح ہو جبکہ آخر مین فقرا کے لئے وقف
نہ کیا جاوے اور محیط کی تصریح سے تم جان
چکے ہو کہ ایسا وقف صحیح نہین ہے مین کہتا
ہون (یعنے صاحب ردالمحتار) جواب
صحیح یہ ہے کہ وقف شروع سے آخر تک
تصدق ہے اس لئے کہ اُس مین ہمیشہ
صدقہ [illegible] کی یا جو اسکے قائم مقام ہو تصریح

اشتراط صرف للمعین - ضروری ہے جیسا کہ آگے اسکی تحقیق آتی ہے مگر جب اول مین وقف معین پہ ہو تو فقرا کے دینے سے مستثنی ہو جائے گا جیسا کہ تصریح اسکی فقہا نے کی ہے اور اسی وجہ سے کسی نے اگر اپنے بیٹون پر وقف کیا پھر فقرا پر اور سوا ایک لڑکے کے اور کوئی واقف کا لڑکا نہین ہے تو نصف اوسکو اور باقی نصف فقرا کو دیا جاویگا کیونکہ جو وقف ابن پر زیادہ فقرا کے لیے ہو گیا اسلیے کہ وقف ملک سے واقف کے خارج ہو گیا جبکہ صدقہ موقوفۃ ابداً اُس نے کہا تو اُس نے وقف کو صدقے سے شروع کیا اور صدقہ پہ تمام کیا اور اسی کو خصاف نے لکھا ہے اس سے جانا گیا کہ وقف صدقہ ابتداءً ہے اور اشتراط صرف معین کا اُسکو ہمیشہ صدقہ رہنے سے خارج نہین کرتا ہے

تعریف وقف کی بر قول صاحبین

الوقف حبس العین علی حکم ملک اللہ وصرف منفعتہا علی من احب -	وقف کہتے ہین روک رکھے جانے کو مال کے خدا کی ملک مین اور صرف کیے جانے مین منفعت کے اوس شخص پر جسکو واقف چاہتا ہے -

اس تعریف سے دو باتین ظاہر ہوئین پہلی یہ کہ واقف کی ملک جاتی رہتی ہے اور خدا کی ملک ہو جاتی ہے یعنے کسی مخلوق کی وہ شئے مملوک نہین رہتی ہے اسی وجہ سے بعضون نے اخراج العین عن ملکہ لا الی مالکٍ وقف کی تعریف کی ہے کہ کسی چیز کو اپنے ملک سے خارج کر دینا بلا کسیکو مالک کیے ہوئے اس سے معلوم ہوا کہ جو شئے وقف کیجائے وہ مالک کی ملک نہین رہتی اُسکو حق واپس لینے کا حاصل نہین یہی مذہب صاحبین کا ہے دوسری یہ بات معلوم ہوئی کہ منفعت کا تصدق کیا جانا وقف کے لیے شرط نہین ہے بلکہ جس پر چاہے واقف وقف کر سکتا ہے یہان یہ سوال ہوتا ہے کہ جب اس تعریف مین تصدق شرط نہین تو بہر صورت بالا بین آخر

وقف کا فقرا پر ہونا کیون ضروری ہے ونیز وقف ناجائز امور پر کیون نہ صحیح ہو جبکہ خواہش پر مالک کے وقف ہو جاتا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ وقف مین ہمیشگی ضروری ہے کیونکہ وقف کسی ملک مین نہین رہتا ہے تو اگر اغنیا پر یا کسی ایسے مصرف پر جو ہمیشہ نہین ہے وقف کیا گیا اور آخر مین کوئی مصرف اور نہین بتایا گیا تو وقف مین ہمیشگی نہ رہیگی اسی وجہ سے فقرا ہی کی قید نہین بلکہ اگر کسی نے اپنی اولاد پر وقف کیا اور کہا کہ اگر میری اولاد نہ ہو تو اوس کا مصرف مصالح مسجد ہے یہ وقف صحیح ہو جائے گا۔ اگرچہ اس مین فقرا کا ذکر نہین ہے عبارت رد المختار جو اوپر مذکور ہو چکی ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے بقدر حاجت ذیل مین درج کیجاتی ہے۔

وان كان لابد من آخره من القربة بشرط التابيد كالفقراء ومصالح المسجد۔	اگرچہ وقف کے آخر مین قربت ضروری ہے بوجہ شرط تابید یعنے ہمیشگی کے جیسے فقرا اور مصالح مسجد۔
اذ لابد من التصريح بالتصدق على وجه التابيد او ما يقوم مقامه كما يأتي تحقيقه۔	کیونکہ ضروری ہے تصریح تصدق کی بروجہ تابید یا جو اسکے قائم مقام ہو جیسا تحقیق اسکی آتی ہے۔

اور جواب اس امر کا کہ ناجائز اشیا پر وقف صحیح ہو یہ ہے کہ وقف مباح ہے اور کوئی شئے مباح کسی ناجائز شئے مین صرف نہین کیجا سکتی ہے۔

یہان ایک امر قابل لحاظ یہ ہے کہ تصریح کی گئی ہے کہ وقف مین قربت کا ہونا ضروری ہے خصوصاً ذمیون کے وقف مین یہانتک کہ اسمین یہ شرط بڑھائی گئی ہے کہ وہ قربت اہل اسلام اور ذمیون دونون کے نزدیک ہو حتے کہ ذمی اگر مسجد پر وقف کرے تو صحیح نہین اور اگر بیت المقدس پر وقف کرے تو صحیح ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قربت وقف کی شرط گو وقف تعبد کیلئے موضوع نہین ہے بلکہ کافر سے بھی صحیح ہوتا ہے حالانکہ جو قربت حقیقی ہے وہ کافر سے صحیح نہین ہوتی ہے اور شرط قربت کی جو وقف مین کیجاتی ہے اُس کا مقصود اسی قدر ہے کہ وہ صورۃً قربت ہووے نہ حقیقۃً جیسا کہ مفہوم ہذا عبارت مرقومہ

ذیل ردالمحتار سے واضح ہوتا ہے۔

قوله لا انه مباح یعنی قد یکون مباحا کما فی البحر والمراد انه لیس موضوعا للتعبد به کالصلوٰة والحج بحیث لا یصح من الکافر کالعتق والنکاح لکن العتق انفذ منه حتی صح کونه حراما کالعتق للصنم بخلاف الوقف فانه لابد فیه من ان یکون فی صورة القربة وهو معنی ما یاتی قوله ویشترط ان یکون قربة فی ذاته اذ لو اشترط کونه قربة حقیقة لم یصح من الکافر هذا ما ظهر لی فتامل۔

یعنے کبھی وقف مباح ہوتا ہے جیسا کہ بحر الرائق میں ہے اور مراد یہ ہے کہ وقف کچھ تعبد کے لیے وضع نہیں کیا گیا ہے جیسے نماز اور حج ایسا کہ کافر سے صحیح نہ ہو بلکہ مثل عتاق اور نکاح کے ہے کہ جو کافر سے صحیح ہوتا ہے مگر عتاق وقف سے زیادہ نافذ ہوتا ہے عتق حرام بھی صحیح ہے جیسے بت کے لیے کوئی غلام آزاد کیا جائے بخلاف وقف کے کہ اس میں صورۃ قربت ہونا چاہیے اور یہی مصنف کے قول (شرط ہے کہ وقف فی ذاتہ قربت ہو کیونکہ اگر وقف میں شرط قربت حقیقیہ کا ہونا ضروری ہے تو کافر سے وقف صحیح نہ ہوگا) سے مراد ہے یہ مجکو معلوم ہوا ہے اس میں تامل کیا جائے۔

کون تعریف اس میں مفتی بہ ہے

اوپر دو تعریفیں مذکور ہوئیں ہر ایک ان میں مفہوم اور مقصود میں مخالف ہے تو اب ضروری ہے ان دو معنون میں مفتی بہ اور مذہب حنفی کا معمول بہ تلاش ہو جہاں تک کتب فقہ کا مطالعہ کیا جاتا ہے بالاتفاق فقہا نے صاحبین کے قول پر فتوے دیا ہے اور انہیں کی تعریف مفتی بہ قرار دی ہے ضرورت کے موافق عبارت درمختار اور ردالمحتار کی ذیل میں درج کیجاتی ہے

عبارت درمختار

وعندهما هو حبسها على حكم ملك الله تعالى وصرف منفعتها على من احب ولو غنيا فيلزم فلا يجوز له ابطاله ولا يورث عنه وعليه الفتوى ابن الكمال وابن الشحنة

اور صاحبین کے نزدیک روک لیا جانا ہے کسی شئے کا حکم مالک اللہ پر اور صرف کیا جانا ہے اوسکی منفعت کا اس شخص پر جسکو کہ واقف چاہے اگرچہ وہ غنی ہو تو وقف لازم ہو جائے گا پس نہ جائز ہوگا اس کا باطل کرنا واقف کو اور اس کا کوئی وارث نہ ہوگا اسی پر فتوے ہے نقل کیا ہے اسکو ابن کمال اور ابن شحنہ نے۔

عبارت ردالمحتار

قوله وعليه الفتوى اي على قولهما بلزومه قال في الفتح والحق ترجح قول عامة العلماء بلزومه لان الاحاديث والآثار متظافرة واستمر عمل الصحابة والتابعين ومن بعدهم على ذلك ولذا ترجح خلاف قوله

یعنے قول پر صاحبین کے ساتھ لزوم وقف کے فتوے ہے فتح القدیر میں کہا ہے کہ لزوم وقف جو کہ قول عام علما کا ہے اسی کو ترجیح ہے کیونکہ احادیث اور آثار اسی کے موافق پائے جاتے ہیں اور عمل صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین کا اور جو انکے بعد ہیں برابر اسی پر ہے اسی وجہ سے قول امام ابی حنیفہ کے خلاف ترجیح دیگئی۔

رہا یہ امر کہ وقف میں تصدق اور خیرات ہونا ضروری ہے یا نہیں خیرات بہت سی وجوہ کو شامل ہے ہر بہتر کام کو خیر کہتے ہیں اس لحاظ سے وقف خیرات میں سے ضرور ہے اور قربت ہے جیسا کہ اوپر کی عبارتوں سے اور اصطلاحات کی مثالوں سے معلوم ہوگیا مگر قربت من جمیع الوجوہ اور درحقیقت ہونا ضروری نہیں بلکہ صورتاً قربت کفایت کرتی ہے اسی وجہ سے کافر کا وقف صحیح ہوتا ہے اور اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ وقف عبادت نہیں ہے لیکن عبادت کافر سے صحیح نہیں ہوتی ہے اور وقف میں نیت کا ہونا بھی ضروری نہیں ہے لیکن طاعت ہے اور تصدق ہے یا نہیں اس میں تفصیل ہے کہ ابتداءً اس کا حقیقۃً تصدق ہونا لازم نہیں اور انتہا میں مصرف اسکا تصدق ہی

بعض صورتوں میں ضروری ہے اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ تصدق وہ ہے کہ جو محتاج کو محتاج سمجھ کے دیا جائے تو جس وقت اغنیا پر ہوتا ہے اس کو تصدق کہنا بعض مجاز ہے۔ حاصل یہ ہے کہ وقف کو صدقہ نہیں کہہ سکتے ہیں نہ اسپر صدقہ کے احکام جاری ہو سکتے ہیں اور ہبہ بھی بالکلیہ نہیں ہے اس واسطے کہ اسمین بہت سے شروط ہبہ کے نہیں پائے جاتے ہیں۔ اور جبکہ اسمین باعتبار آخر کے تصدق ضروری ہے اور نزدیک ابن عابدین شامی کے ہر حال مین تصدق ہے تو اسپر ہبہ کا اطلاق مجازی ہوگا پس وقف نہ تو حقیقۃً ہبہ ہے نہ حقیقۃً صدقہ ہے بلکہ ایک عقد علاوہ ان دونوں عقدوں کے ہے یہاں پر چند سوال علمائے کیے گئے ہین جنکا جواب اجمالاً ہمارے بیان سے ہو گیا تاہم سوال و جواب کو ہم تفصیل سے اور تصریح سے ذکر کرتے ہین۔

سوال اول باعتبار تعریف ـــــ طے شدہ کے وقف مین نیت قربت سے یا نہین۔

جواب (۱) وقف قربت ہی ہے چاہے نیت کرے یا نہ کرے کیونکہ قربت کے لیے نیت شرط نہین ہے۔

سوال دوم کیا غیر مسلم کے عبادات جائز ہین۔

جواب (۲) چونکہ نزدیک احناف کے ایمان عبادت کے لیے شرط صحت ہے اسوجہ سے عبادات کافر سے شرعاً جائز نہین ہین لیکن اس سوال سے اگر مقصود یہ ہے کہ وقف پر کوئی شبہہ کیا جائے کہ وہ کافر سے جائز ہے تو یہ بالکل بے محل ہے کیونکہ وقف عبادت نہین ہے جو کافر سے صحیح نہو بلکہ قربت ہے وہ بھی صورۃً جو کافر سے صحیح ہے جیسے عتق آزادی کہ وہ بھی کافر سے صحیح ہے۔

سوال سوم - اگر وقف مین قربت شرط ہے تو کسی وقت مین فقرا کا ہونا کیوں لازم ہے۔

جواب (۳) وقف قربت ہے اور اس مین بلحاظ قربت اور تابید یعنی ہمیشگی کے

[illegible]

فقرا کا ہونا ضروری ہے۔

سوال چہارم حسب تعریف صاحبین فقرا کا ہونا کیون ضروری ہے۔

جواب (۴) ابوجہ تابید کے فقرا یا جس مصرف مین تابید ہو وقف مین ضروری ہے

سوال پنجم عبادت کے لیے نیت شرط ہے یا نہین۔

سوال ششم نیت کی تصدیق صرف اوس شخص کے بیان سے معلوم ہو گی یا اور کوئی ذریعہ بھی ہو سکتا ہے۔

سوال ہفتم اگر نیت قول کے خلاف دوسرے اسباب قرائن سے علے العموم غالب طور سے یا یقینی طور سے ثابت ہوتی ہو تو اوس حالت مین بھی حکم قول پہ ہوگا یا اقتضا پر۔

سوال ہشتم افعال اور اقوال مین اگر اختلاف ہو تو اعتبار کسکا ہے۔

جوابات ان سب سوالات کی بنا اس امر پر ہے کہ سائل سمجھ رہا ہے کہ وقف مین نیت ہونا چاہیے اور ان صورتون مین کہ جن مین ظاہر طور پر معلوم ہوتا ہے کہ مقصود اس شخص کا تعبید وقف سے نہین ہے صرف زبان سے نیت کا اظہار کیونکر مفید ہوگا اور ہم بیان کر آئے ہین کہ وقف مین نیت کی ضرورت ہی نہین یہانتک کہ نیت کے متعلق سوالات پیدا ہون اگر وہ اپنے ارادہ تحفظ جائداد کو صرف افعال سے نہین بلکہ اقوال سے بھی ظاہر کر دے تو بھی وقف مین کچھ خرابی نہ آوے گی صرف اسقدر ضروری ہے کہ جس امر پر وقف ہو وہ قربت ہو چاہے حقیقتہً جیسے محتاجون کو دینا یا حکماً ہو جیسا اغنیا کو دینا بشرطیکہ آخر مین فقرا کو دیا جائے اسی طرح کافر کے نزدیک قربت کا ہونا وقف کے لیے کافی ہے۔

سوال نہم معاملات مین اگر امام صاحب اور صاحبین کا اختلاف ہو تو فتوے کس پر دیا جائے گا۔

جواب (۹) معاملات ہون یا عبادات درصورت اختلاف مذکور جن علما کو قوت استدلال ہو انکو فتوے قوت دلیل پر لحاظ کر کے دینا چاہیے اور جو قوت استدلالی نہین رکھتے ہین اُن کو مذہب حنفی کی مستند کتابون سے قول مفتی بہ تلاش کر کے

فتوے دینا چاہیئے تصریح اسکی رسم مفتی مین علمانے کی ہے تو صورت مجوزہ مین جبکہ قسم کا عالم ہوا اسکو فتوے صاحبین کے قول پر دینا ضروری ہے اسواسطے کہ قوت دلیل کے لحاظ سے بھی صاحبین کا مسلک اقوی ہے اور قول مفتی بہ اکثر کتب مین بھی وہی قرار پایا ہے جیسا کہ اوپر گذرا۔

سوال دہم — کیا ہبہ مشروط جائز ہے یا نہین اور بعد نفاذ ہبہ موہوب لہ کو اختیار کامل مالکانہ ہوتا ہے یا نہین۔

جواب (۱۰) — اس سوال کا مدار ہی اس امر پر ہے کہ وقف کا قیاس ہبہ پر کیا جائے اور چونکہ ہبہ مشروط جائز نہین ہے اس وجہ سے وقف مشروط بھی جائز نہ قرار پائے اور وہ صورت وقف کی کہ جس مین واقف کہتا ہے کہ اگر فلان نہ ہو تو فلان کو ملے ناجائز قرار پائے حالانکہ وقف کا ہبہ پر قیاس کرنا ایسا ہی ہے جیسے وصیت کا قیاس ہبہ پر کیا جائے اور یہ قیاس صحیح نہین کیونکہ یہ سب عقود باعتبار حقیقت اصطلاحی کے مختلف ہین باوجودیکہ ہبہ موجود کی موجودگی کیلیے ہوتی ہے اسمین شرط بیکار ہے اور وقف مین معدوم کیلیے معدوم ثابت کیا جاتا ہے اور اسمین تابید مدنظر ہے تو ضرور ہے یہان آئندہ کے مصرف کا اسمین [illegible] ہو اسی وجہ سے ہم کہہ سکتے ہین کہ یہ شرط نہین ہے بلکہ بیان مصرف ہے اور بھی وقف مین برقول مفتی بہ کسی شخص کو حق مالکانہ حاصل نہین ہوتا بلکہ وہ خدا کی ملک ہوتی ہے اور حاکم اس کا نائب ہوتا ہے اور چونکہ ایجاب واقف کیطرف سے ہوتا ہے اسواسطے جو شروط وہ لگاتا ہے وہ ملحوظ رہتے ہین مثلاً تولیت اور استبدال وغیرہ تو درحقیقت یہ ملک نہین ہوتی ہے اسی طرح جو منفعت پاتے ہین وہ بھی مال وقف کے مالک نہین ہوتے بلکہ جس کو وہ پالیتے ہین اُسکے مالک ہو جاتے ہین۔

سوال یازدہم — ملکیت سے خارج ہو جانیکے بعد مالک اول کو کچھ اوس چیز مین حق رہتا ہے یا نہین اگر رہتا ہے تو کیا کیا۔

جواب (۱۱) — حق تصرف مالکانہ اُسکو برقول مفتی بہ نہین رہتا ہے ہان جو حقوق کہ اس نے وقف کرنیکے وقت لگائے ہین وہ رہتے ہین۔

سوال دوازدہم اگر جائداد کسی خاص شہر کے محتاج اندھون پر یا خاص قسم کے محتاجون پر وقف کیجاۓ اور اُس شہر مین کوئی اُس قسم کا محتاج نہو تو اُس کا مصرف کیا ہوگا۔

جواب (۱۲) وقف ایسا جس مین احتمال مصرف کے نہ باقی رہنے کا ہو نہین ہو سکتا ہے اختلاف ہے تو صرف اس مین کہ اگر کسی نے ایسی شرط لگائی کہ جس سے تابید نہین رہتی یا اُس نے تابید کی شرط نہین لگائی تو آیا یہ وقف جائز قرار پاوے گا یا باطل جیسا کہ تصحیح ہم اسکو آگے بیان کرین گے تو صورت بالا مین یا تو وقف قرار ہی نہ پاوے گا یا قرار پاوے گا تو مصرف اُس کا بعد گذرنے قیمین کے عام فقرا ہونگے

سوال سیزدہم مفتی بہ تعریف مین تابید یا قربت کی شرط نہین ہے پھر کیون اضافہ کیجاتی ہے۔

جواب (۱۳) - تعریف مین شرط نہین بیان کیے جاتے ہین بلکہ مقصود تعریف سے یا وضاحت معرف کی ہوتی ہے یا احصا معرف کا ہوتا ہے البتہ تعریف مین یہ ضروری ہے کہ ایسے الفاظ ہون جن سے کل افراد معرف کے خارج نہون اور نہ کوئی غیر آن مین داخل ہو جس طرح عقد نکاح کی تعریف مین شہود کا ہونا اور محل کا صلاحیت رکھنا مذکور نہین ہوتا۔

سوال چہاردہم اگر کوئی وقف اس شرط سے کیا جاۓ کہ متولی کو اختیار ہے جس کام مین چاہے صرف کرے تو حسب تعریف وقف جائز ہونا چاہیے بوجہ تابید کے۔

جواب (۱۴) اگر کام سے مراد واقف کی وہ امور ہین جو قربت ہو سکتے ہین تو یہ وقف جائز ہے ورنہ بوجہ قربت نہونے کے ناجائز ہے کہ جو وقف مین شرط ہے۔

سوال پانزدہم وقف بوجہ مباح ہونے کے اگر ناجائز کامون مین نہین ہو سکتا ہے تو وقف غیر مسلم جو مباح ہے بتخانہ پر جو ناجائز ہے کیونکر ہو سکتا ہے۔

جواب (۱۵) وقف غیر مسلم بتخانہ پر جائز نہیں اسواسطے کہ کافر کے وقف مین شرط ہی کہ وہ نزدیک اہل اسلام اور اوس کے قربت ہو یہانتک کہ اگر وہ مسجد پر وقف کرے تو وہ وقف جائز نہین اس لیے کہ اُس کے نزدیک قربت نہین اور اسی طرح اگر وہ بتخانہ پر وقف کرے تو جائز نہین اسلیے کہ ہمارے نزدیک وہ قربت نہین ہے البتہ اگر وہ بیت المقدس پر جو اسکو مانتے ہین وقف کرے تو جائز ہے اسی طرح اگر وہ فقرا پر یا اور عام خیراتی کامون پر وقف کرے تو جائز ہے اس لیے کہ دونون کے نزدیک قربت ہے

عبارت ردالمحتار حسب ذیل ہے

فی البحر وغیرہ ان شرط وقف الذمی ان یکون قربۃ عندنا وعندھم کالوقف علی الفقراء او علی مسجد القدس بخلاف الوقف علی بیعۃ فانہ قربۃ عندھم فقط او علی حج او عمرۃ فانہ قربۃ عندنا فقط

بحر مین اور دوسری کتابون مین ہے کہ ذمی کے وقف مین شرط ہے کہ ہمارے نزدیک اور اُسکے نزدیک وہ قربت ہو جیسے وقف فقیرون پر یا مسجد قدس پر بخلاف وقف کے گرجا پر کہ وہ فقط اُن کے نزدیک قربت ہے یا حج پر یا عمرہ پر کہ وہ قربت فقط ہمارے نزدیک ہے

مقصود ان سب بحثون سے یہ ہوا کہ وقف بر قول مفتیٰ بہ جس پر ہمارے نزدیک عمل کیا جاسکتا ہے یہ ہے کہ مالک اپنی ملک سے کسی شئے کو خارج کر دے اور حاکم کی نگرانی مین ہو جائے کہ جو مفاد خدا کی ملک کا ہے اور منفعت اس شئے کی اُس پر صرف کیجائے کہ جسکو مالک چاہے اور آخر مین وقف کے قربت کی جہت ہونا ضروری ہے لیکن تصدق ہونا ہر حالت وقف مین ضروری نہین ہے یہ بات یاد رکھنا چاہیے کہ وقف امام ابی حنیفہؒ کے نزدیک حیات واقف مین بمنزلہ نذر کے ہے اور اگر رجوع نہ کرے تو بعد مرنیکے بمنزلہ وصیت کے ہے مگر اُنکے قول پر فتوے نہین ہے اور وقف امام محمدؒ کے نزدیک مثل صدقے کے ہے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مثل اعتاق کے ہے اسی وجہ سے امام محمد کے نزدیک وقف جب ہی کامل ہوگا جب ملک سے جدا کر دیا جائے اور قبضہ

متولی کو دیا جائے یا اُس کے مصرف مین وہ شئے صرف کی جائے برخلاف امام ابو یوسف کے کہ اُن کے نزدیک وقف محض کہدینے سے کامل ہو جاتا ہے اور فتوے امام ابو یوسف کے قول پر ہے۔

ردالمحتار مین ہے

هذا بيان شرائطه الخاصة على قول محمد لانه كالصدقة اي فلا بد من القبض والافراز وجعله ابو يوسف كالاعتاق فلذا لم يشترط القبض والافراز اي فيلزم عنده بمجرد القول كالاعتاق واختلف الترجيح والاخذ بالقول الثاني احوط واسهل بحر وفي الدرر وصدر الشريعة وبه يفتى واقره المصنف۔

یہ بیان ہے وقف کی شرائط خاصہ کا امام محمد کے قول پر کیونکہ اونکے نزدیک وقف مثل صدقہ کے ہے تو ضروری ہے وقف کے لیے قبضہ اور علیحدگی ملک سے اور امام ابو یوسف نے اسکو مثل اعتاق کے کیا ہے تو قبضہ اور ملک سے جدا کرنا اسمین شرط نہوگا یعنے بمجرد قول کے اُن کے نزدیک وقف لازم ہو جائیگا اور اختلاف کیا گیا ہی ترجیح مین اور اختیار کرنا قول ثانی کا احوط ہے اور اسہل ہے بحر اور درر و صدر الشریعۃ مین ہے کہ اسی پر فتوے دیا جاتا ہے اور اسکو برقرار رکھا مصنف نے۔

امر دوسرا جسکا مفاد یہ ہے کہ وقف خاص کر اولاد پر ہو جس سے لڑکے لڑکیاں مراد ہوتی ہین اگر اس بحث کو انہین مین منحصر کردین تو بہت تنگ ہو جائیگی ہم اس سے عام صلبی و نسبی رشتہ دار سمجھتے ہین بلکہ اگر تمام قرابت دار یا اس سے بھی وسعت دیکر کسی قسم کا کوئی معین شخص مصروف فرض کرین تو زائد مناسب ہوگا اس لیے کہ باعتبار مسئلہ وقف کے اگر کسی قسم کا کلام اس بحث مین ہو سکتا ہے تو تعیین اور عدم تعیین کے لحاظ سے ورنہ اولاد اور غیر اولاد کے اعتبار سے کوئی موقع گفتگو کا نہین۔

وقف ایک عقد مستقل ہے جس طرح ہبہ اور وصیت اور سب کے احکام جداگانہ ہین اگر کسی امر مین ایک دوسرے مین کچھ مناسبت معلوم ہوتی ہو تو اُسکی وجہ سے کل احکام

مین اشتراک ضروری نہین مثلاً وصیت ایک قسم کی ہبہ ہے جو بعد مرنیکے نافذ ہوتی ہے اُس کے احکام سے یہ ہے کہ ثلث مال سے زائد مین نافذ نہین ہوسکتی وارثون کے حق مین باطل ہے برخلاف اصل ہبہ کے کہ وہ کل مال مین بھی نافذ ہوسکتی ہے اور وارثون کے لیے بھی ہبہ ممکن ہے ہبہ کے احکام مین سے ہے کہ جبتک قبضہ نہو موہوب لہ کا عقد تام نہوگا برخلاف وصیت کے اسی طرح وقف ہے کہ وہ بعض احکام مین مناسبت ہبہ اور تصدق مین رکھتا ہے کبھو تو وہ بمنزلہ ہبہ کے ہوتا ہی کبھی وقت وہ بمنزلہ تصدق کے ہوتا ہی جمیع احکام مین اشتراک ضروری نہین ہے یہی جہ ہے ہمیشہ اُس مین محتاجون کا ہونا ضروری نہین جیسا کہ تصدق مین ہے اور نہ ہمیشہ اغنیا کو دیا جانا ممکن ہے جیسا کہ ہبہ مین ہوتا ہے اور ہبہ مین قبضہ اور موہوب لہ کا ہونا ضروری ہے اور وہ مشروط نہین ہوسکتی ہے برخلاف وقف کے اسی طرح وصیت ہے کہ اس مین اور وقف مین بھی گونہ مناسبت ہے لیکن پورے احکام مین اتفاق نہین ہے وصیت مین بعد مرنے کے بھی مالک تصرف جاری ہوتا ہے ۔۔ اور وقف مین جو تصرف کہ مالک نے کر دیا موت سے اوسمین تغیر نہین ہوتا ہے وصیت جس طرح اغنیا اور فقرا کے لیے ہوسکتی ہی وقف بھی ہوسکتا ہی لیکن وصیت وارث کے حق مین نافذ نہین ہوتی اور وقف اپنے اقارب ورثا اولاد بلکہ خود اپنے نفس پر بھی ہوسکتا ہے یہ سب عقود جائز اور نافذ اہل اسلام مین ہین ان مین سے کسی عقد مین یہ گفتگو کہ اہل اسلام کے نزدیک جائز ہے یا نہین اور باعتبار مصالح اور تصدق کے ایسا عقد نافذ ہوسکتا ہے یا نہین اس قسم کے مباحث بے محل ہین اگر اسکا سلسلہ جاری کیا جائے تو ہنود و شاستر اور عیسائیون کے قانون سب ہی بحث مین آجائین اور فیصلہ ان کا فیصلہ ہو جائے ہمکو تصفیہ کے وقت باعتبار قانون رائج کے اسی قدر حق ہے کہ دیکھین یہ مسئلہ شاستر مین ہے یا نہین شاستر مین کیون ہے اور اسکا ہونا مناسب ہے یا نہین اسکا اختیار نہین -

ہم اوپر بیان کر آئے ہین کہ فقہ حنفی رائج ہے اور اسی سے وہ فیصلہ کہ جو شریعت محمدی کے مطابق ہونا چاہئے خصوصاً خیرات قربت طاعات استخراج کیے جا سکتے ہین

کوئی شک نہین کہ حدیث اور قرآن مدار ہے فقہ حنفی کا مگر اُن کے جانب توجہ کرنا قانونی گرفت
کو توڑ ڈالتا ہے یہ مسئلہ ہو یا کوئی مسئلہ ہو اسی قدر ہمکو کہنا چاہیے کہ یہ فقہ حنفی راجح مین اس
طرح پر ہے اور ہمکو باعتبار شریعت کے یون عمل کرنا چاہیے اور کچھ کہنا زائد بات ہے
جس وقت ہم فقہ کی کتابون کو دیکھتے ہین ذرا بھی ہمکو شبہہ نہین رہتا ہے کہ وقف علی الاولاد
کی بہت سی صورتین جائز کی گئی ہین اور وہ قربت اور طاعت قرار دیگئی ہین اب یہ شبہہ
کہ اس مین تحفظ جائداد ہے اور گویا ایک ہاتھ سے دینا اور دوسرے ہاتھ سے لے لینا
ہے محض ناواقفیت پر مبنی ہے۔ ایسے اور عقد بھی ہین جو جائز کیے گئے ہین جیسے وصیت
کہ اس مین بھی لیا تحفظ جائداد ہی مدنظر ہوتا ہے بلکہ اس لحاظ سے تحفظ رہے
قانون حق تلفی کو بھی گوارہ کر لیتا ہے اور برابر کے سہیم محروم ہو جاتے ہین یہ خیال بہت
صحیح ہے کہ صدقہ اگر اسطرح پر دیا جاے کہ اپنے گھر مین رہے یا متولیین اوس سے
فائدہ اٹھاوین صدقہ کی اصل غرض کو فوت کر دیتا ہے مگر وقف ہر جگہ
صدقہ نہین ہے جس مین یہ خیال ہو سکے اور جس صورت مین کہ صدقہ ہے اور غربا کی پرورش
مقصود ہے اس صورت مین پھر وہ واپس نہین آسکتا اگر کسی نے فقرا پر وقف کیا
یا اولاد پر وقف کر دیا پھر فقرا پر وقف کیا تو یہ دونون صورتین جائز ہین پہلی صورت ابتدا
سے انتہا تک صدقہ ہے اُس مین واقف کو یا اولاد واقف کو یا مالدارون کو کوئی
خاص حق نہین اور دوسرے صورت ابتدائً ہبہ ہے اور انتہائً صدقہ ہے اس مین
کوئی وجہ نہین وہ استبعاد کہ جو صدقہ مین پیش کیا جاتا ہے پیش آئے گو باعتبار شریعت
اسلام کے صدقہ بھی مخصوص کچھ اغیار محتاجون کے لیے نہین ہے بلکہ اعزا محتاجین
کو صدقہ دینا دونا ثواب رکھا گیا ہے اصل یہ ہے انسان اپنے ملک مین تصرف کرنیکا
اُس وقت تک مجاز ہے جبتک کہ کسی کا حق تلف نہو جاے وہ ہبہ کرے یا وصیت
کرے یا وقف کرے یا صدقہ دے یا بیع وشرا کرے ہان جس وقت کہ واجبی حقوق
تلف کرے گا تو روکا جائے گا جیسے وصیت مین ثلث مال کی حد مقرر کر دی گئی کہ وارث
کی حق تلفی نہو اسی طرح ہبہ مرض موت مین مثل وصیت کے ثلث مال سے زائد مین نافذ نہین سمجھا جا

کیونکہ حق وارث کا متعلق ہو گیا ہے ایسے ہی وقف بھی ہے کہ جبتک وقف مین کسی کی حق تلفی نہین ہوتی کسی بیمہ ہو جائز ہے البتہ اُس صورت مین جبکہ دوسرے کا حق تلف ہوتا ہو وقف باطل کر دیا جاوے گا چنانچہ اگر کوئی شخص قرض دار ہوا اور وہ اپنے مال کو اپنی اولاد پر وقف کرنا چاہے تو وہ روکا جائے گا۔

ردالمحتار مین ہی

سئل عمن وقف علی اولادہ و هرب من الدیون هل یصح فاجاب لا یصح ولا یلزم والقضاۃ ممنوعون من الحکم وتسجیل الوقف بمقدار ما شغل بالدین	پوچھا گیا اُس شخص کے بارہ مین جو اپنی اولاد پر وقف کرے قرضون سے بچنے کی غرض سے کیا یہ وقف صحیح ہے تو جواب دیا ابو سعود نے کہ نہین صحیح ہے نہ ایسا وقف لازم ہے۔

اور حکام ایسے وقف مین حکم دینے سے منع کیے گئے ہین اور رجسٹر مین چڑھانے سی بقدر اُسکے کہ جو دین مین پھنسا ہے۔

اسی طرح وہ مریض جو مدیون ہوا ور راہن وقف کرنے سے روکے جاوین گے

درمختار مین ہی

وبطل وقف راهن معسر ومریض مدیون بمحیط۔	اور وقف راہن کا کہ جو مالدار نہو اور مریض کا جو گھرا ہوا ہو قرضہ مین باطل ہے۔

اور ایسے ہی وقف مرض موت مین مثل ہبہ کے ہے جیسا کہ وصیت ردالمحتار مین ہے

الوقف فی مرض موته کهبة فیه من الثلث مع القبض فان خرج الوقف من الثلث او اجازه الوارث نفذ فی الکل والا بطل فی الزائد علی الثلث ولو اجاز البعض	اور وقف مرض موت مین مثل هبہ کے ہے مرض موت مین کہ ثلث سے ساتھ قبضہ کے نافذ ہوگا تو اگر وقف ثلث مال سے نکالا گیا یا وارث نے اُسکو جائز قرار دیدیا

جائز بقدر دو - | تو کل مین نافذ ہوگا ورنہ ثلث مال پر جو زائد ہو

باطل ہوجائے گا اور اگر بعضے ورثا اوسکو جائز رکھین تو جائز ہوگا بقدر اسی وارث کے حصہ کے -

ہمارے تمام اس بیان کا مقصود یہ ہے کہ وقف کے احکام بالکل صدقہ یا ہبہ کے احکام نہین ہین نہ اسکے ثبوت مین کسی آیۃ یا حدیث کے پیش کرنے کی حاجت ہے بلکہ فقہ رائج سے تائید کافی ہے - ہر شخص فقہ حنفی کے رو سے مجاز ہے کہ جبتک کسی دوسرے کو ضرر نہ پہونچائے یا حق تلفی نہ کرے وقف کے ذریعہ سے تصرف کرسکتا ہے اور وقفین کوئی قید قرابت یا غیر قرابت کی احتیاج یا عدم احتیاج کی نہین ہے البتہ قربت مشروط ہے -

وقف جائز کی تین صورتین ہین جنکو ہم ذیل مین بیان کرتے ہین اور انہین کے تحت مین وقف مبحوث عنہ داخل ہے -

۱ - کوئی شخص اپنا کل مال محتاجون پر وقف کرے اور شروع سے آخر تک وقف انھین پر ہو -

۲ - وقف پہلے مالدارون پر کیا جائے پھر فقرا پر -

۳ - وقف مین فقرا اور اغنیا برابر تعلق رکھین جیسے مسافرخانہ مقبرے سبیلین پل مسجدین جن مین فقیر اور غنی سبکو حاجت برابر ہے بخلاف دواؤن کے کہ اُن مین اگر صراحۃً تعمیم نہ کیجائے تو مالدار داخل نہونگے -

در مختار مین ہی

الوقف علی ثلثۃ اوجہ اما للفقراء او للاغنیاء ثم للفقراء و تستوی فیہ الفریقان کرباط وخان ومقابرۃ وسقایات وقناطر ونحو ذلک	وقف کی تین صورتین ہین یا فقرا کے لیے ہوگا یا اغنیا کے لیے پھر فقرا کے لیے اور برابر ہونگے اُس مین دونون فریق جیسے سرا اور مسافرخانہ اور مقبرے اور

كمساجد وطواحين وطست لاحتياج الكل الى ذلك بخلاف الادوية فلم يجز يعني بلا تعميم او تنصيص فيدخل الاغنياء تبعًا للفقراء۔

اور سبیلین اور پل اور مانند انکے جیسے مسجدین اور پن چکیاں اور طشت بوجہ کل کے حاجتمند ہونیکے بخلاف دواؤن کے کہ وہ غنی کے لئے بغیر تعمیم یا صراحت کے نہین جائز ہین تو اغنیا اس مین داخل ہونگے فقرا کی اتباع مین۔

ان سب صورتون مین یہ امر بالاتفاق فقہا کے اختلاف مین مسلم ہے کہ تابید یعنے ہمیشگی ضرور ہونا چاہیے اور تعیین ایسی کہ جو منافی تابید کو ہو وقف کو باطل کرتی ہے لیکن اس صورت مین اختلاف ہے کہ اگر کوئی لفظ تابید کی ذکر نہ کیجائے تو وہ وقف صحیح ہوتا ہے یا نہین اس مین چند صورتین ہین جو ذیل مین درج کیجاتی ہین۔

کسی نے کسی خاص شخص پر وقف نہین کیا بلکہ عام طور پر وقف کیا اور تابید یا اسکے ہم معنے لفظ ذکر کی جیسے کہا کہ ہمیشہ فقرا پر یہ وقف ہے یا یہ صدقہ موقوفہ یا یہ وقف نیک کامون مین کیا گیا ہے یا کہا کہ یہ جنازون پر وقف ہے یا مردون کے دفن کفن کے لیے وقف کیا گیا ہے یا ایسے ہی عام امور کو بیان کیا تو یہ وقف صحیح ہوگا اور اسکی صحت مین کچھ اختلاف نہین ہے۔

کسی نے لفظ وقف ذکر کیا اور تعیین بھی کردے مثلاً کہا کہ یہ وقف زید پر ہے یا میری اولاد پر ہے یا میرے اعزا اور اقربا پر ہے ایسا وقف کسی کے نزدیک صحیح نہین ہے۔

کسی نے بلا تعیین لفظ وقف مع لفظ صدقہ کے ذکر کیا یا تعیین کی جیسے کہا کہ یہ صدقہ موقوف فلان شخص پر ہے تو امام ابو یوسف کے نزدیک یہ وقف صحیح ہوجائے گا۔ اور آخر مین فقرا اسکا مصرف قرار دئے جائینگے چاہے فقرا کا ذکر کرے یا نہ کرے اور یہی قول مفتی بہ ہے اور امام محمد کے نزدیک ایسا

وقف صحیح ہوگا کہ جس مین تابید صراحۃً نہ مذکور ہو۔

ردالمحتار مین ہی

والحاصل انہ لاخلاف عندھما فی صحۃ الوقف مع عدم تعیین الموقوف علیہ اذا ذکر لفظ التابید او ما فی معناہ کالفقراء وکلفظ صدقۃ موقوفۃ وکموقوفۃ للہ تعالی وکموقوفۃ علی وجوہ البر لانہ عبارۃ عن الصدقۃ وکذا موقوفۃ علی الجہاد او علی اکفان الموتی او حفر القبور کما فی الخانیۃ وغیرھا وانہ لاخلاف فی بطلانہ لو اقتصر علی لفظ موقوفۃ مع التعیین کموقوفۃ علی زید خلافا لما فی البزازیۃ وانما الخلاف بینہما لو ابلا تعیین او جمع مع التعیین کصدقۃ موقوفۃ علی فلان فعند ابی یوسف یصح ثم یعود الی الفقراء وھو المعتمد وقیل یعود الی المالک۔

اور حاصل یہ ہے کہ صحت وقف مین باوجود عدم تعیین موقوف علیہ کے جبکہ وقت کہ لفظ تابید یا اوسکے ہم معنے کوئی لفظ ذکر کیا ہو نہین خلاف ہے صاحبین کے نزدیک جیسے فقرا ذکر کیے جائین یا صدقۃ موقوفۃ یا موقوفۃ للہ تعالی یا موقوفۃ علی وجوہ البر کہ یہ بھی معنون مین صدقہ کے ہے اور ایسے ہی کہا جائے موقوف کیا گیا جہاد میں یا موتے کے کفن دینے مین یا قبر کھودنے مین جیسا کہ خانیہ مین ہے اور یہی نہین خلاف ہے بطلان مین اوس وقف کے کہ لفظ موقوفہ پر اقتصار کیا جاسے ساتھ تعیین کے جیسے موقوفۃ علی زید خلاف اون دونون کے درمیان اس صورت مین ہے کہ اقتصار کیا جائے بلا تعیین کے یا جمع کیا جائے ساتھ تعیین کے جیسے صدقۃ موقوفۃ علی فلان تو نزدیک امام ابو یوسف کے صحیح ہوگا وقف پھر پھیرا جائیگا فقرا کے جانب اور یہی معتمد ہے اور کہا گیا ہے کہ لوٹ آوے گا جانب مالک کے

یاد رکھنا چاہیے کہ معین سے یہان مراد وہ ہے جو احتمال انقطاع کا رکھے جیسے کوئی شخص کہے کہ فلان شخص پر یہ وقف ہے ظاہر ہے کہ وہ مر جائے گا تو وقف

محتمل انقطاع کو ہے یا کہے کہ فلان شخص کے اقربا جو محتاج ہون اونپر وقف ہے اور اقربا مین اُس شخص کے چند لوگ فقرا ہون جو شمار ہو سکتے ہین تو انکلین بھی احتمال انقطاع کا ہے۔

ردالمحتار مین ہی

والمراد بالمعین ما یحتمل الانقطاع کاولاد زید اوفقراء قرابة فلان وهم یحصون۔	اور مراد معین سے وہ ہے جو احتمال انقطاع کا رکہے جیسے زید کی اولاد اور فلان کے قرابت دار فقیر کہ جو شمار کیے جاسکتے ہین۔

بیان بالا سے معلوم ہوا کہ وقف مین جو کچھہ فرق ہوتا ہے وہ بوجہ تعیین یا عدم تعیین کے ہوتا ہے قرابت کے اعتبار سے کچھ فرق نہین البتہ فقرکا اعتبار آخر مین ہونا چاہیے یا کوئی عام مصرف ملحوظ ہو اور اُس کی صورتین بھی مذکور ہوئین مگر وہ عام تہین اب اس لحاظ اگر ہم اپنی بحث مین فکر کرین تو حسب ذیل صورتین ایسی نکلتی ہین جو باعتبار حنفی فقہ کے کہ وہی تا نون اہل اسلام سے اور شرع محمدی کہلاتا ہے صحیح اور درست ہین۔

۱۔ کوئی شخص اپنے اوپر یا اپنے اولاد پر یا اپنی اقربا پر یا کسی اور پر یا اسکے اولاد اور اقربا پر پہلے وقف کرے پہر کوئی عام مصرف ذکر کردے مذکورین چاہے مالدار ہون یا محتاج۔

۲۔ کوئی شخص اولاد پر وقف کرے یا نہ کرے لیکن فقراے قرابت دار اپنے یا کسی مخصوص شخص کے مصرف قرار دے۔ آخر مین فقرا یا عام مصرف کو ذکر کردے یا وہ فقراے قرابت خود شمار مین نہ آسکتے ہون۔

۳۔ کوئی شخص اپنی اولاد یا اپنے اقربا یا کسی دوسرے کی اولاد یا اسکے اقربا کو تین بطنون تک ذکر کرے۔ یہ سب صورتین جائز اور ان پر وقف صحیح اور نافذ ہے جسکے متعلق جزئیات فقہ سے ضمناً وصراحةً ذیل مین ہم تائیداً ذکر کرتے ہین گو بیان بالا سے بھی ان صورتون کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

وقف اپنے اوپر از در مختار

جاز جعل غلة الوقف او الولاية لنفسه عند الثاني وعليه الفتوى	جائز ہے غلہ وقف یا ولایت وقف اپنے لیے واقف کرے نزدیک امام ابو یوسف کے اور اسی پر فتوے ہے۔

رد المحتار میں بھی

دليله بناه على عدم الفرق بين جعل الغلة لنفسه والوقف على نفسه اذ ليس المراد من الوقف على شخص سوى صرف الغلة اليه لان الوقف تصدق بالمنفعة فحينئذ يكون التصحيح المنقول في صحة الاول شاملا لصحة الثاني وهو ظاهر ويؤيده قول الفتح لكن قال الصدر الشهيد وهو مختار اصحاب المتون ورجحه في الفتح واختاره مشائخ بلخ وفي البحر عن الحاوي انه المختار للفتوى ترغيبا للناس في الوقف	دلیل مصنف کی مبنی ہے عدم فرق پر درمیان غلہ وقف کے اپنے لیے وقف کرنے یا خود وقف کے اپنے اوپر کرنے کے اس لیے کہ مراد وقف سے کسی شئے پر سوا اسکے اور کچھ نہیں ہے کہ غلہ اسکے اوپر صرف کیا جاوے کیونکہ وقف تصدق منفعت کا ہے تو اب وہ تصحیح کہ جو صحت قول اول میں نقل کیگئی ہے شامل ہے صحت صورت ثانیہ کو بھی اور یہ امر ظاہر ہے اور صاحب فتح القدیر کا قول بھی اسی کی تائید کرتا ہے اور متعلق فتوی ہونے قول امام ابو یوسف کے صدر شہید نے بھی کہا ہے اور اصحاب متون کا بھی وہی مختار ہے اور فتح القدیر میں بھی اسی کی ترجیح کی ہے اور مشائخ بلخ نے اسی کو اختیار کیا ہے اور بحر الرائق میں حاوی قدسی سے منقول ہے کہ وہی قول امام ابو یوسف کا

وتكثيراً للخير۔

فتوے کے لیے اختیار کیا گیا ہے تا کہ لوگوں کو وقف کرنے میں رغبت ہو اور زیادتی کیجائے خیر کی باتوں میں۔

اور فصل فیما یتعلق بوقف الاولاد میں صاحب در مختار لکھتے ہیں

من الدرر وغيرها وعبارة المواهب الوقف على نفسه وولده ونسله وعقبه جعل ريعه لنفسه ايام حياته ثم وثم جائز عند الثاني وبه يفتى كجعله لولده ولكن يختص بالصلبي ويعم الانثى ماله يقيد بالذكر ويستقل به الواحد فان انتفى الصلبي فللفقراء۔

در رو غیرہ سے منقول ہے اور عبارت مواہب کی بارہ میں وقف کرنیکے اپنے اوپر اور اپنی اولاد پر اور اپنی نسل پر اور اپنے عقب پر یہ ہے کہ نفع اسکا اپنی لیئے رکھے تا حیات پھر اولاد پھر اولاد کی اولاد مثلاً تو یہ جائز ہے نزدیک امام ابی یوسف کے اور اسی پر فتوے ہے

ایسے ہی اگر کردے نفع اپنے والد کے لیئے لیکن خاص کردے صلبی کے ساتھ شامل ہوگا انثی کو جبتک کہ مرد کے ساتھ مقید نہ کردے اور مستقل طور پر ایک ہی ولد لیگا اگر اولاد صلبی نہ ہے تو فقرا کو دیا جائے۔

رد المحتار میں ہے

ولو وقف على فقراء قرابته لم يستحق من غيرها ولو وليا لصغير الا ببينة على فقره وقرابته مع بيان جهتها فاذا قضى له استحقه من حين الوقف

اگر کسینے اپنے قرابت دار فقیروں پر وقف کیا تو دعوے دار قرابت کا مستحق وقف کا نہ ہوگا اگرچہ وہ صغیر کا ولی ہو مگر ساتھ بینہ کے فقر پر اور قرابت پر مع بیان جہت قرابت کے پھر جب اسکے لیے حکم ہوگیا تو وہ وقف کے

علیہ فتوی ابن نجیم

وقت سے متحقق ہوگا اسی پر فتوے ابن
نجیم کا ہے۔

بہت سے جزئیات متعلق وقف علی الاولاد اور وقف علی النفس اور وقف علی الفقراء اور وقف علی الاقارب ہر کتاب میں فقہ کے مذکور ہیں کسی ایک کتاب کو اگر غور و تحقیق سے دیکھے تو اس امر میں شک نہیں رہتا ہے کہ ایسے اوقاف اہل اسلام کے نزدیک جائز اور درست ہیں اور گو میں اوپر بیان کر آیا ہوں کہ اس مسئلہ کے اثبات میں ہم کو حدیث لکھنا گویا شاید ہمارا اپنی حد سے تجاوز کرنا ہے تاہم مزید فائدہ کے لیے اور اس شبہہ کے دفع کی غرض سے کہ یہ مسئلہ مخالف حدیث کے فقہا کا استنباطی ہے تھوڑی سی نظر کتب حدیث پر بھی کر لینا مناسب ہے جہانتک سیر صحابہ اور احوال حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم اس مسئلہ خاص میں دیکھے جاتے ہیں بہت سی نظیریں ملتی ہیں جن سے خود ہمارے نبی اور خلفاے اربعہ و دیگر اجلہ صحابہ کا وقف علی الاولاد کرنا ثابت ہوتا ہے جو رسائل اس بارہ میں لکھے گئے ہیں انہیں بھی یہ امر لکھا گیا ہے اگرچہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اور حضرت عثمان کا وقف فروگذاشت کر دیا گیا ہے۔

قبل اسکے کہ ہم اُن روایتوں کو لکھیں ایک امر ضرور بیان کر دینا ہے جس سے بہت کچھ ہمارے مقصود کو تعلق ہے وہ یہ ہے کہ اہل اسلام کے کل امور دینی بالخصوص فقہیات چند طریقوں سے ثابت ہوتے ہیں یا تو قرآن شریف میں حکم اور ممانعت ہوتی ہے یا سنت رسول اللہ سے ممانعت یا اجازت ہوتی ہے۔ یا پورے مسلمانوں کا ایک امر پر اتفاق ہو جاتا ہے یا قابل اور لائق مجتہدین انہیں اصول ثلثہ سے ایک رائے قائم کرتے ہیں سنت رسول اللہ میں ہمارے رسول کا فرمانا اور کسی کام کو کرنا اُن کے روبرو کسی شئے کا ہونا اور اس پر سکوت کیا جانا جسکو قول اور فعل اور تقریر کہتے ہیں داخل ہے اور افعال خلفاے راشدین بھی سنت رسول اللہ کے ساتھ شامل ہیں اور اُن کے افعال اور اقوال اور تقریریں ویسی ہی واجب العمل ہے جیسی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کیونکہ ہم کو پیروی خلفاے راشدین کا حکم دیا گیا ہے

تو ہر مسئلہ فقہی مین خواہ کسی فعل کا کرنا حضرت سے بیان کیا جائے یا کسی بات کا کرنا یا آپ کے روبرو کچھ ہونا اور اسپر رضامندی یا آپ کے خلفاء کا کچھ کرنا یا کہنا یا رضامندی ان مین سے ایک بات بھی ثابت ہو جائے ثبوت مسئلہ کے لئے کافی ہے اور جس مسئلہ مین ان وجوہ مین سے کئی وجہین ہون اسمین تو کوئی شک نہین کہ ترجیح ظاہر ہے وقف علے الاولاد مین اکثر وجوہ بالا پائے جاتے ہین تو اسکے ثبوت کو ایسی ترجیح ہے جس مین کسی کو کلام کی گنجایش نہین ہے ہم ذیل مین نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا وقف اور بترتیب خلفاے راشدین کا و دیگر صحابہ کا وقف لکھتے ہین۔

خلاصۃ الوفا مین اوقاف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بارہ مین لکھا ہے

وکانت ہذہ الصدقۃ بید علی منعہا العباس فغلبہ علیہا ثم کانت بید الحسن ثم بید الحسین ثم بید علی ابن الحسین والحسن بن الحسن ثم بید زید بن الحسن رضی اللہ عنہم اجمعین

یہ صدقات حضرت علی کے قبضہ مین رہے حضرت عباس نے روکا حضرت علی غالب ہوے پھر وہ قبضہ مین حضرت حسن کے رہے حضرت حسین کے پھر علی بن الحسین اور حسن بن حسن کے پھر زید بن حسن علیہم السلام کے۔

وقف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارہ مین اسعاف مین ہے

وقد حبس ابوبکر رضی اللہ عنہ رباطا لہ بمکۃ وترکہا فلا نعلم انہا ورثت عنہ ولکن یسکنہا من حضر من ولدہ وولد ولدہ ونسلہ بمکۃ

اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے ملک کی رباط کو کہ جو مکہ مین تھے روک رکھا اور چھوڑ دیا پھر ہم نہین جانتے کہ اُن سے وہ ورثہ ہوے لیکن اس مین ٹھرتے تھے آپ کی

ولم يتوارثوها فاما ان تكون صدقة موقوفة او تركوها على ما ترك ابوبكر رضى الله عنه وكرهوا مخالفة فعله فيها وهذا عندنا شبيه بالوقف وهى مشهورة بمكة۔

اولاد اور نسل کے جو لوگ مکہ مین آئے ادر باہم اسکو ورثہ نہین کیا ان لوگون نے خواہ اسوجہ سے کہ وہ صدقہ موقوفہ ہے یا چھوڑا انہون نے بھی جیسا کہ ابوبکر نے بھی رضی اللہ عنہ نے چھوڑا تھا اور انکے فعل کے مخالفت کرنے کو برا سمجھے ہمارے نزدیک شبیہ بالوقف ہے اور مشہور ہے مکہ مین۔

اور فتح القدیر مین ہی

تصدق ابوبكر بداره بمكة على ولده فهى الى اليوم۔

حضرت ابوبکر نے اپنے اُس گہر کو جو کہ مین تہا اپنے اولاد پر وقف کیا اور وہ ابھی تک ہے۔

اور عینی مین ہی

تصدق ابوبكر بداره بمكة على ولده فهى الى اليوم۔

حضرت ابوبکر نے وقف کیا اپنا مکان کہ جو کہ مین تہا اپنی اولاد پر اور وہ ابتک ہے

وقف حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارہ مین عینی مین ہے

وتصدق عمر بربعة عند المروة بالاثة على ولده فهى الى اليوم۔

اور وقف کیا حضرت عمرؓ نے اپنے گھر کو جو مروہ کے قریب تھا مع ساز و سامان کے اپنی بیٹون پر جو ابتک ہے

وقف حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارہ مین اسعاف مین ہے

تصدق عثمان فی امواله علی صدقة
عمر بن الخطاب حدثنا فروة
ابن اذینة قال رایت کتابا
عند عبد الرحمن بن ابان بن
عثمان فیه بسم الله الرحمن الرحیم
هذا ما تصدق به عثمان بن عفان
فی حیاته تصدق بماله الذی
بخیبر یدعی مال ابن ابی الحقیق
علی ابنه ابان بن عثمان صدقة
بتلة لا یشتری اصله ابدا
ولا یوهب ولا یورث شهد
علی بن ابی طالب رضی الله
عنه واسامة بن زید وکتب -

تصدق کیا حضرت عثمان نے اپنے مال
مین موافق صدقہ عمر رضی اللہ تعالے عنہ کے
فروہ بن ازینہ ہمسے بیان کرتے ہین کہ ہمنے
دیکھا کتبہ کو عبد الرحمن بن ابان بن عثمان کے
پاس اُس مین تھا شروع کرتا ہون مین
اللہ کے نام کے ساتھ جو نہایت مہربان بہت
رحم کرنے والا ہے یہ وہ ہے جسکو تصدق
کیا عثمان بن عفان نے اپنی زندگی مین
تصدق کیا اپنی مال کو کہ جو خیبر مین ہے مال ابن
ابی الحقیق کرکے مشہور ہے اپنے بیٹے ابان
بن عثمان پر صدقہ دائمی کہ جسکی اصل بیچی جائے
کبھی اور نہ ہبہ کیجائے اور نہ وراثت جاری
ہو گواہ ہوے علی بن ابیطالب اور
اسامہ بن زید اور انہین نے لکھا اسکو -

وقف حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارہ مین عینی شرح ہدایہ مین ہے

وتصدق علی رضی الله عنه بارضه
وداره بمصر وباموالہ بالمدینة علی ولده
فذلک الی الیوم -

اور تصدق کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی
زمین اور مکان کو کہ جو مصر مین تھا اور اپنی جائداد
کہ جو مدینہ مین تھی اپنی اولاد پر کہ جو ابتک ہے

اور عشرہ مبشرہ مین سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بارہ مین فتح القدیر مین ہے

وتصدق سعد بن ابی وقاص

اور تصدق کیا حضرت سعد بن ابی وقاص نے

بداره بالمدينة وبداره بمصر على ولده فذلك الى اليوم -	اپنے اُس گھر کو کہ جو مدینہ مین تہا اور اپنے اُس گھر کو کہ جو مصر مین تہا اپنی اولاد پر اور یہ ابتک ہے -

اور عینی شرح ہدایہ مین ہی

وتصدق سعد بن ابی وقاص رضی الله عنه بربعة عند المروة وبداره بالمدينة وبداره بمصر على ولده فذلك الى اليوم -	اور تصدق کیا حضرت سعد بن ابی وقاص نے اپنی جائداد کو کہ جو مروہ کے پاس تھی اور اپنے اُس گھر کو کہ جو مدینہ مین تہا اور اپنے اس گھر کو کہ جو مصر مین تہا اپنی اولاد پر اور وہ ابتک ہے -

اور عشرہ مبشرہ مین سے حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے وقف کے بارہ مین صحیح بخاری مین ہی

وتصدق الزبير بدوره وقال للمردودة من بناته ان تسكن -	اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے مکانات اپنی لڑکیون پر تصدق کیئے کہ جو واپس آجائیں اپنی سسرال والون سے یعنے مطلقہ ہوجائیں اس لیئے کہ وہ قیام کرین اُسمین -

اور واقدی کہتے ہین

ان الزبير جعل دوره على بنيه لا تباع ولا تورث ولا توهب وان للمردودة من بناته ان تسكن غير مضرة ولا مضر بها فاذا استغنت بزوج	حضرت زبیر نے اپنے گھرونکو اپنی اولاد پر وقف کیا کہ نہ بیچی جائین اور نہ ورثہ ہو سکین اور نہ ہبہ کیئے جا سکین اور اپنے اُن لڑکیون کے لیئے کہ جو واپس کیجائین تاکہ ٹھہرین وہ اُسمین

فلیس لها حق۔ | بغیر مضرت پہونچانے کے۴

۱۹ اور بغیر اُن کے ساتھ ضرر کے پھر جب اُن کو احتیاج نہ تھے بوجہ اُن کے خاوند کے پھر اُن کو حق نہین ہے۔

اور عشرہ مبشرہ مین سے حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ کے بارہ مین بھی اکمال مین ہے کہ انھون نے اپنے گھرونکو وقف کر دیا

علاوہ عشرہ مبشرہ کے دیگر جلیل القدر صحاب مین سے حضرت معاذ بن جبل اور حضرت ابی طلحہ انصاری اور حضرت زید بن ثابت اور حضرت عمرو بن العاص اور حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت ارقم رضی اللہ عنہم ہین جنھون نے اپنی جائداد کو اپنی اولاد اور اپنے اعزا پر وقف کیا۔

اِن نظائر سے ذرا بھی شبہہ باقی نہین رہتا ہے کہ اس قسم کا وقف شریعت محمدی مین رائج اور جائز ہے

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین

تمت